باب۔43

شوریٰ اور اسلامی حکومت

☆ وَأَمْرُهُمْ شُورَىٰ بَيْنَهُمْ ۔

ترجمہ: اور ان کے کام باہمی مشورے سے ہوتے ہیں۔(سورۃ شوریٰ : آیت38 کا حصہ)

☆ فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمْ وَشَاوِرْهُمْ فِي الْأَمْرِ ۔

ترجمہ: پس آپ ان کی خطائیں معاف کیا کیجئے اور ان کے لیے دعائے مغفرت کیجئے اور ان سے ہر کام میں مشورہ لیجئے۔(سورۃ اٰل عمران : آیت159 کا حصہ)

☆ قَالَتْ يَا أَيُّهَا الْمَلَأُ أَفْتُونِي فِي أَمْرِي مَا كُنتُ قَاطِعَةً أَمْرًا حَتَّىٰ تَشْهَدُونِ ۔

ترجمہ: (بلقیس نے) کہا! اے اعیانِ سلطنت، میرے کام میں تم اپنا مشورہ دو۔ میں قطعی طور سے کوئی حکم نہیں دیتی جب تک تم سب حاضر نہ ہوں۔(سورۃ النمل : آیت32)

صاحبو! اسلام میں نہ تو جمہوری حکومت ہے نہ شخصی سلطنت۔ بلکہ حکم یہ ہے کہ اول مشورہ لیں۔ پھر جو حاکم بنایا جائے تو اس کے لیے غور و فکر کر کے اپنی رائے قائم کریں، اور پھر حکم دیں۔ حکم دینے کے بعد سب لوگ اپنے حاکم کی اطاعت کریں۔

تمھاری مجلس کیسی ہو؟۔۔۔ مجلس شوریٰ ہو، مجلس ملیّ ہو۔ سب آزاد رائے دیں اور تم بہترین رائے کو اختیار کرنے والے رہو۔ استبداد یعنی ظالمانہ نظام یا خود مختاری کی تعلیم اسلام نہیں دیتا۔ صاحبِ وحی کو ہدایت کرتا ہے کہ ہر کام میں مشورہ لو۔ مگر کرو وہی جو حق ہو۔ جو مشورہ لیتا ہے اس کو ندامت نہیں ہوتی۔ وَلاَ نَدِمَ مَنِ اسْتَشَارَ۔ یاد رکھو کامیابی تمھارے ہاتھ میں نہیں ہے۔ نتیجہ کو اللہ پر چھوڑو۔ اسی پر اعتماد کرو۔ اسباب کو استعمال کرو اور نتیجہ میں خدا پر توکل کرو۔ مجلسِ ملیّ (national assembly) اور دارالشوریٰ (cabinet) میں ایسے لوگ شریک ہوں اور ان سے مشورہ لیا جائے جو اہل الرائے ہوں، تجربہ کار ہوں،

Siddiqui Publications

زمانے کے نشیب و فراز کو جانتے ہوں، معاملہ فہم ہوں۔ جاہلوں کا جمع ہونا، نہ سمجھنا نہ بوجھنا رائے شماری کے وقت بس ہاتھ اٹھا دینا یا ڈبوں میں ووٹ ڈال دینا، کوئی چیز نہیں۔ سب سے اہم تو رائے دینے والوں کی ملک سے محبت اور ان کی دیانت داری ہے۔ بھلا ان لوگوں کی رائے کیا وقعت اور کیا وزن رکھتی ہے جن کو نہاری کلچوں کا ناشتہ کرایا جاتا ہے۔۔! چائے خوری پر بلایا جاتا ہے۔۔! ڈنر دیا جاتا ہے۔۔! کرایہ کی موٹروں میں ٹھونس کر رائے دینے کے لیے پہنچایا جاتا ہے۔۔! دیکھو کثرتِ رائے پر عمل کرنا بھی ایک اصولی بات ہے لیکن صدر کی دلیل کے ساتھ دی جانے والی رائے بھی بڑی عظمت رکھتی ہے۔ ریاستوں میں حق شناس افراد ایسے ہی لوگوں کا انتخاب کرتے ہیں جن کی ہوشمندی کا اور اہل الرائے ہونے کا یقین ہو۔ قوم کے ہمدرد افراد اپنی رائے پر ایک دانشمند شخص کی رائے کو ترجیح دیتے ہیں۔

اسلام کا نظام دوسرے نظاموں سے بالکل جدا ہے۔ اسلام میں اِنِ الْحُكْمُ اِلاَّ لِلّٰهِ ہے اور اللہ تعالیٰ واحد ہے ، احد ہے مشخص یعنی specific اور معین و established ہے۔ اس حیثیت سے اسلامی حکومت کو شخصی کہنا چاہتے ہو تو کہو۔ لیکن یہاں وَشَاوِرْهُمْ فِي الْأَمْرِ اور وَأَمْرُهُمْ شُورَىٰ بَيْنَهُمْ بھی ہے لہٰذا اگر تم اس کو جمہوری کہنا چاہتے ہو تو وہ بھی کہہ سکتے ہو۔ مگر یاد رکھو کہ مشورے ، غیر منصوص یعنی non-manifested معاملات کے لیے ہوتے ہیں مگر منصوص یعنی well-known احکام کے سامنے کسی چوں وچرا کی گنجائش نہیں۔

اسلامی حکومت ہونے کا دار و مدار اسلامی اقتدارِ اعلیٰ اور قرآن و حدیث کے ماننے پر منحصر ہے۔ میں یہ نہیں کہتا کہ آنکھیں بند کرکے تر اور خشک سب ہی کو مان لو۔ یاد رکھنا! قرآن اور حدیثِ متواتر کا خلاف تو ممکن ہی نہیں ہے۔ البتہ خبرِ احاد (یعنی ضعیف روایت) پر ضرور غور کرو۔ خدا نے تمھیں عقل دی ہے اس کی ناقدری نہ کرو، اس سے بھی کام لو۔ حدیث سے انکار مت کرو۔ دیکھو! کسی راوی کو نہیں مانتے تو وہ اس قدر بُرا نہیں ہے جتنا کہ قرآن اور حدیثِ متواتر سے سرے ہی سے انکار کرنا ہے۔

صاحبو ! خلافتِ راشدہ کے زمانے میں حکومت کے ارکان سب اچھے تھے تو وہ خلافت تھی۔ چونکہ زمانۂ خلافتِ راشدہ میں شرعی احکامات کی پوری طرح پابندی ہوتی تھی لہٰذا ان لوگوں کی مثال ایسی ہوئی جیسے "وہ پورے کپڑے زیب تن کیے ہوئے ہوں"۔ لیکن بعد کے زمانے میں بعض احکامات میں مخالفت پیدا ہو گئی تو بعض لوگ احکام شرعی پر کچھ کاموں میں پوری طرح سے پابند نہ رہے۔ ان ادوار میں شرع شریف کی چونکہ پوری طرح سے پابندی نہ تھی لہٰذا ان کی مثال ایسی ہے جیسے کہ "انہوں نے پورے کپڑے زیب تن نہیں کیے ہوں"۔ مگر چونکہ ان اسلامی حکومتوں میں کوئی قرآن اور حدیث سے انکار نہیں کرتا تھا لہٰذا ان لوگوں

پر " ننگے " ہونے کا لفظ بھی صادق نہیں آتا، اور نہ ہی ان کو " غیر اسلامی حکومت " کہتے ہیں۔۔۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں منافق بھی تھے مگر رحمۃ للعالمینؐ نے ان منافقوں کو بھی حکومت سے خارج نہیں فرمایا۔ میں تو اب تک کی تمام اسلامی حکومتوں کا قائل ہوں اور کسی کو بھی دائرہ اسلام سے خارج نہیں سمجھتا۔

صاحبو! اسلامی بادشاہوں میں بعض بادشاہ ظالم بھی تھے۔ مگر ان میں خود سر، بے راہ، خود مختار اور ڈکٹیٹر کوئی نہیں ہوا۔ ایسا ہوتا بھی کیوں کر۔۔۔؟ قرآن و حدیث جو اس کی گردن دباتے۔۔! مگر دیکھو اس کے ساتھ ہی بادشاہ میں وَزَادَهُ بَسْطَةً فِي الْعِلْمِ وَالْجِسْمِ ،یعنی اس کو علم اور جسمانی قوت میں بھی فوقیت دی ہے،(سورۃ البقرۃ : آیت 247)، کی حقیقت بھی ضروری ہے۔ چنانچہ وہ علم و فہم بھی رکھے اور دشمن کی مدافعت کرنے کے لیے قوت بھی رکھے۔ دیکھو کہ پیغمبر کے رہتے ہوئے بھی (بنی اسرائیل کے) لوگ پیغمبر سے التجا کرتے ہیں،ابْعَثْ لَنَا مَلِكًا،یعنی ہمارے لیے ایک بادشاہ مقرر کر دیجئے،(سورۃ البقرۃ : آیت 246)۔ یاد رکھو! بزرگی الگ چیز ہے اور حکومت کرنے کی صلاحیت الگ چیز۔ یہ دونوں ہی باتیں خلفائے اربعہ میں تھیں اسی لیے وہ جانشینِ پیغمبر سمجھے جاتے تھے۔ مختلف اوقات میں اچھے بادشاہ بھی ہوئے ہیں، جیسے عمر بن عبد العزیز اور ہارون الرشید وغیرہ۔

اسلام میں سید، شیخ، مغل اور پٹھان کا جھگڑا نہیں ہے۔ ہر خاندان میں ان سب کی حکومت رہ چکی ہے۔ حتیٰ کہ یہاں غلام بھی جوہرِ ذاتی اور قابلیت کی بنا پر بادشاہ ہو گئے۔ ذات و جماعت کا جھگڑا، اسلامی اصول کے خلاف ہے۔ سب سے پہلے ذات کا جھگڑا، استاذ الملائکہ یعنی شیطان نے نکالا۔

صاحبو! ابتدائے خلافت میں لوگ کم تھے۔ جمع کرنا ہوتا تو ایک شخص " اَصَّلٰوۃُ جَامِعَۃٌ "پکار کر کہہ دیتا اور سب لوگ جمع ہو جاتے۔ بڑے لوگ تھے۔ صاحبِ رائے تھے، سب سے مشورہ لیا جاتا۔ بعض دفعہ ذیلی مجلس یا سب کمیٹی کے سپرد انتخاب کر دیا جاتا۔ جب حضرت عمرؓ زخمی ہو گئے تو عشرہ مبشرہ میں سے 6 اصحاب کی ذیلی کمیٹی بنا دی اور تمام مسلمانوں کو حکم دے دیا کہ جب تک یہ تصفیہ نہ کریں، خلیفہ کو منتخب نہ کریں۔ اس وقت تک ان کو اپنی جگہ سے منتشر ہونے نہ دیں۔ اور پھر حضرت عثمانؓ کا انتخاب ہو گیا۔

یورپ میں سب لوگ تعلیم یافتہ ہیں اور صاحبِ مال و دولت بھی ہیں۔ ان کی ذاتی غرض سوائے ملک کی بہبودی کے کوئی اور چیز پیشِ نظر نہیں۔ وہ عامۃ الناس سے مشورہ لیتے ہیں۔ لیکن ہمارے یہاں تعلیم کی بڑی کمی ہے۔ چنانچہ ہم لوگوں کو یورپ کے لوگوں پر قیاس کرنا کچھ درست نہیں۔ دیکھو! ہمارے زمانے میں

ایک الیکشن ہوا۔ میرا لڑکا ایف اے میں تھا مگر اس کی عمر 20 سال سے کم تھی یوں وہ انتخاب میں حصہ نہ لے سکا۔ ہمارے گھر کی ماما معمر تھی۔ اس کو رائے دینے اور انتخاب کرنے کا موقع ملا۔ غور کیجئے کہ ایک جاہل عورت کس طرح سے اہل الرائے کے انتخاب کرنے میں حصہ لے سکتی ہے۔ مجھے معلوم ہے لوگوں کو ڈنر اور دعوتیں دے کر، کھانے کھلا کر لوگوں کی رائے خریدی جاتی ہے۔ یہ خریدی ہوئی رائیں بھلا حکومت کے کیا کام آسکتی ہیں۔۔۔؟ کوا چلا ہنس کی چال، اپنی چال بھی بھول گیا۔۔۔! یہ آرا ئیعنی votes کو خریدنے والے جب برسر اقتدار آتے ہیں تو بالائی پر ان کا کام چلتا ہے۔ یہ لوگ چند روز میں اپنے خرچ وصول کر لیتے ہیں۔ یا تو مفلس تھے، لکھ پتی ہو جاتے ہیں۔ کیا انھیں معلوم نہیں کہ ان کی اس بالائی میں قوم کی تباہی ہے۔

صاحبو! اسلام ایک مکمل دین ہے۔ اس میں نئی چیز کی بہت کم ضرورت ہے۔ میرے خیال میں تو صرف عملِ صالح کی ضرورت ہے۔ اچھے بنو، اچھا نمونہ بنو، خیانت چھوڑو، اتفاق پیدا کرو، مضبوط رسی بنو۔ دیکھو قرآن کہتا ہے، وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللّٰـهِ جَمِيعًا وَلَا تَفَرَّقُوا، یعنی تم سب مل کر اللہ کی رسی کو مضبوط پکڑو اور فرقہ بندی میں مبتلا نہ ہو، (سورۃ ال عمران: آیت 103)۔ یہ کیا حال ہے کہ دیوبندیوں کی مسجد الگ، اہلِ سنت والجماعت کی مسجد الگ۔ کیا یہ مساجد کو غیر آباد کرنا نہیں؟ کیا یہ، وَسَعٰى فِي خَرَابِهَا، (سورۃ البقرۃ: آیت 114) کے مصداق نہیں؟ کیا ہم سب میں لَآ اِلٰهَ اِلاَّ اللهُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللهِ مشترک نہیں ہے؟ پھر اس مشترک کلمہ کے پڑھنے میں اور مل کر پڑھنے میں پھوٹ کاہے کو ہے۔۔۔؟ دیکھو! بے دینی کے یہ چوہے تمھارے کپڑوں کو کھائے جا رہے ہیں۔ اب تمھارے پاجامے، پتلون اور نیکر میں سوراخ ہوئے جا رہے ہیں۔ کہیں تمھاری گنتی "ننگوں" میں ہو جائے گی تو کسی شریف آدمی کے سامنے جانے کے قابل نہ رہو گے۔۔۔!

{ حوالہ تفسیر صدیقی - پارہ 1 صفحہ 163، 162 پارہ 4 صفحہ 64 تا 67 پارہ 19 صفحہ 109
پارہ 25 صفحہ 26 اور کتابچہ اسلامی حکومت مولفہ حسرتؒ }